پروفیسر بشریٰ قریشی
شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج برائے خواتین
ماڈل ٹاؤن ڈیرہ غازی خان

اقبال اور نیطشے میں فکری مماثلتیں ایک تحقیقی مطالعہ

Iqbal is a philosopher poet. it would be better to say that he is the first great poet of the east who included critical thinking in his poetry.

In his poetry along with, Quran, Hadith and Sunnah, the Islamic History, philosophy of the east and the west and the theories of different scholars are reflecting themselves. some critics have pointed some similarities between Iqbal and Nietzsche and blamed that Iqbal has borrowed the concept of "Mard-e-Momin" from Nietzsche's superman but this is not completely justifiable. Iqbal'sMard-e-Momin is a complete picture of beautiful and spiritual values while Nietzsche's superman get its form from passionate power and aetheism. In this article, it has been tried that the comparative analysis of Iqbal and Nietche has been evaluated in a critical way and the ambiguity has been traced out.

اقبال کس ویژن کے شاعر تھے وہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کا وہ روشن ستارہ ہیں جو یہاں کی تاریک رات کو روشنی بخشنے کی غرض سے ایک مشن کے پر چاک کے طور پر سامنے آئے۔انہوں نے مشرق کے زوال و انحطاط اور مغرب کے عروج و غلبے کا بغور مطالعہ اور تجزیہ کیا۔مشرق کی کسل مندی، جہالت اور اطاعت شعاری اور مغرب کے استحصال اور مادہ پرستی پر ان کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔ وہ انسانیت کی روحانی اور مادی اقدار کے درمیان صحت مندانہ توازن کے خواہش مند تھے۔ وہ اس بات کے حامی تھے کہ انسان کو اپنی صلاحیتوں اور روئے ارض کے اہم ترین شخص کے طور پر اپنے کردار سے آگاہ ہونا چاہیے۔ ذات کے اس علم سے آراستہ افراد کو معاشرے کی تعمیر کرنی چاہیے اور مل جل کر رہنے کے ساتھ ساتھ یکساں حیثیت میں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔

اقبال کی نظر میں اس کا صرف ایک ہی راستہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کر لیا جائے اور قرآن کی صورت میں انسانیت کو ودیعت کیے گئے قوانین پر اسی طرح عمل کیا جائے جس طرح پیغمبر اقدس حضرت محمدؐ نے کر کے دکھایا۔ اپنے اس تخیل کی صورت گری اور اظہار کے لیے انہوں نے دنیا بھر کے علوم کو کھنگال ڈالا البتہ زیادہ ترفیض تاریخ اسلامی سے حاصل کیا۔مگر اس کے ساتھ ساتھ عالمی فلسفیانہ نظریات ، ادبیات ، تاریخ انسانی اور دیگر مذاہب کے مطالعات سے بھی خوب استفادہ کیا۔ یہی وجہ ہے ان کے فکر وفن میں جو گہرائی، وسعت اور ہمہ گیری ہے اسے سمجھنے کے لیے انسانی شعور کی روشنی چاہیے۔ انسانیت اور انسان دوستی کا شعور اان کے تمام افکار وخیالات کے گرد گھومتا ہے۔ وہ بنیادی طور پر ایک فلسفی

تھے، شاعری ان کا ذریعہ ابلاغ تھا مگر شاعری اور فلسفہ کو انھوں نے اس طرح نبھایا کہ پچھلے ایک ہزار سال میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی ۔

امیر شکیب ارسلان نے ایک دفعہ کہا تھا ۔۔۔۔۔۔''اور ان میں شاعری اور فلسفہ دونوں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ اس کی مثال کسی اور بڑے مفکر میں دکھائی نہیں دیتی ۔''[۱]

اقبال نے مشرق اور مغرب کے فلسفیوں سے استفادہ کیا مگر کسی ایک فلسفے کے ساتھ نہیں بہہ گئے بلکہ انھوں نے ان فلسفیوں سے وہ خیالات لیے ہیں جو ان کے انسان دوستی کے نظریات کو تقویت پہنچاتے ہیں ۔

یہ بات طے ہے کہ انسانی زندگی ،ماحول اور فطرت ناسازگار کے خلاف لڑنے کے ساتھ ساتھ بقائے دوام حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ اس دوہری کشمکش کے نتیجے میں انسان ارتقائی منازل طے کرتا جارہا ہے ۔ نتیجے کے طور پر ایک نیا انسان پیدا ہورہا ہے یہی نیا انسان مختلف فلسفیوں کا موضوع سخن رہا ہے اور جرمن فلاسفر نیطشے کی اصلاح میں ''فوق البشر''(Super man) ہے ۔ ایمرسن اسے ''انسان بالا''(Over man) کہتا ہے ۔ افلاطون نے اسی مثالی شخصیت کو ''فیلسوف'' کہا ہے ۔ ارسطو اسے ''مثالی انسان'' کہتا ہے ۔ اروبندوگھوش ''مرد کامل'' کی اصطلاح استعمال کرتا ہے جبکہ علامہ اقبال اسے ''مرد مومن'' سے تعبیر کرتے ہیں ۔

اقبال کے بعض ناقدین ''تصور مرد مومن'' کو مغربی فلاسفروں کے افکار کا مرہون منت قرار دیتے ہیں ۔

''پروفیسر ای ۔ جی ۔ براؤن لکھتے ہیں ۔

اقبال کے تمام فلسفے کی اساس نیطشے کا فلسفہ ہے اور ان کا انسان کامل نیطشے ہی کے فوق البشر کا مثنیٰ ہے ۔''[۲]

حالاں کہ ایسا نہیں ہے ،نیطشے کے ''فوق البشر'' کا تصور مادیت پر مبنی ہے ۔ ایمرسن کے ہاں جس (Over man) ''انسان بالا'' کا تصور ہے عین ممکن ہے کہ نیطشے نے یہ تصور وہاں سے لیا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسلامی ادب سے یہ اصطلاح اس طرح اخذ کرلی ہو کہ اسے مادیت کے رنگ میں پیش کردیا ہو کیونکہ نیٹشے مادیت کا حامی ہے ۔اِس کا ''فوق البشر'' اخلاقی پابندیوں کی قید سے آزاد ہے اس کے نزدیک رزم گاہ حیات میں نیکی اور عدل نہیں بلکہ قوت کی ضرورت ہے تا کہ غلبہ واقتدار حاصل ہو ۔ وہ ضمیر ، گناہ ،موت، دوزخ، رحم اور عدل جیسے اہم اور بنیادی تصورات کو انسانی کمزوری پر محمول کرتا ہے ۔انھیں دل سے مٹا دینا چاہتا ہے ۔ وہ خدا کے وجود کا منکر ہے ۔لفظ نفس (Spirit) اس کے ہاں استعمال نہیں ہوتا ۔

علامہ اقبال ''اسرار خودی'' کے انگریزی ترجمے کے دیباچے میں یہی کہتے ہیں کہ اس کے نزدیک زندگی کی پہلی منزل کا نشان وہ اونٹ ہے جو اس کے خیال میں بوجھ اٹھانے والی طاقت کا حامل ہے ،دوسری منزل کا نشان شیر ہے جو رحم سے عاری ہو کر دوسروں کو جان سے مارڈالتا ہے ۔ رحم نیٹشے کی نگاہ میں نیکی نہیں بدی ہے ۔ تیسری منزل کا نشان بچہ ہے یعنی ''فوق البشر'' نیکی اور بدی کی منزل سے بچے کی طرح بالا تر اور کسی قانون کا پابند نہیں رہتا ۔ یہ خالص مادیت پرستی ہے جو انسانی خودی کو دیو کی شکل میں تبدیل کردیتی ہے اور نیطشے کے خیال میں انسانی بقاء کا تصور محض یہ ہے کہ یہ کائنات اور

اس کی ہر شے جاندار و بے جان فنا کے بعد دوبارہ اسی حالت میں وجود میں آئے گی ۔ یہ فنا اور بقاء کا عمل بار بار ہوتا رہے گا ۔

وہ اس کائنات میں کسی روحانی مقصدیت کو تسلیم نہیں کرتا ۔ اس کے نزدیک تاریخ میں کسی اخلاقی اصول کی کارفرمائی نہیں ۔ عدل، نیکی ،فرض ،محبت جیسے اخلاقی تصورات بے معنی ہیں ۔ تاریخ کا عمل محض اقتصادی قوتوں کی کارفرمائی کا نتیجہ ہے ، اگر کوئی اصول اس پر اثر انداز نظر آتا ہے ،وہی حق پر ہے ۔

یہاں نیطشے کے نظریات کارل مارکس سے ملتے ہیں ۔ تاریخ کی مادی تعبیر کا تصور ہیگل نے پیش کیا تھا کہ تاریخی اسباب کے زیر اثر اقتدار کا آخرکار مزدور طبقہ کے ہاتھ میں منتقل ہوکر رہے گا ۔ اس لیے مزدوروں کا فرض ہے کہ وہ سرمایہ داروں کے ہاتھ سے جبراً چھین لیں اور دنیا میں ایک نئے معاشرتی نظام کی بنیاد رکھیں ۔کارل مارکس کی اشتراکیت کا لب لباب یہی تھا جبکہ نیٹشے کا خیال ہے کہ تاریخی عوامل کے زیر اثر انسان برتر اقدار کی قوت سے محروم ہوکر رہ گیا ہے ۔اپنا حق واپس لینے کے لیے انسان کا فرض ہے کہ وہ برتر انسانوں کی خاموشی سے خدمت کرے تاکہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے ۔

علامہ قبال نے ''پیام مشرق''،حکیم حیات ،گوئٹے کے ''مغربی دیوان'' کے جواب میں لکھی ۔ اس کے دیباچے میں اقبال خود اسرائیلی شاعر ہائنا کا اظہار خیال کوٹ کرتے ہیں ۔

> ''۔۔۔۔اس دیوان سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بے زار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے ۔''۳

گوئٹے شروع سے ہی مشرقی تخیلات کی طرف مائل تھا ۔وہ فارسی تو نہیں جانتا تھا البتہ جرمن میں کیے گئے تراجم سے اس نے سعدی اور حافظ کو پڑھا تو اس کے تصورات وتخیلات کو بھی جذب کیا ۔ یوں ''مغربی دیوان'' تخلیق ہوا۔ اقبال لکھتے ہیں ۔

> ''خواجہ حافظ کے علاوہ گوئٹے اپنے تخیلات میں شیخ عطار، سعدی ،فردوسی اور عام اسلامی لٹریچر کا بھی ممنون احسان ہے ۔''۴

مغربی دیوان کے تقریباً سوسال بعد ''پیام مشرق'' لکھی گئی اور علامہ اقبال کے کہنے کے مطابق ''اس کا مدعا زیادہ تر ان اخلاقی مذہبی اور ملی حقائق کو پیش نظر لانا ہے جن کا تعلق افراد واقوام کی باطنی تربیت سے ہے ۔''۵

''پیام مشرق'' میں جہاں دوسرے مغربی فلسفیوں کے بارے میں اظہار خیال کیا گیا ہے وہاں نیطشے کے بارے میں بھی تین نظمیں ملتی ہیں جو واضح طور پر اقبال اور نیطشے کے نظریات کے فرق کو ظاہر کرتی ہیں ۔ پہلی نظم ''شوپن ہارونیطشا '' کے عنوان سے ہے ۔

مرغے ز آشیانہ بسیر چمن پرید
خارے زشاخ گل بہ تن نازکش خلید
بدگفت فطرت چمن روزگاررا
از درد خویش وہم زغم دیگراں تپید
داغے ز خون بیگنہے لالہ راشمرد
اندر طلسم غنچہ فریب بہار دید
گفت اندریں سرا کہ بنایش فتادہ کج
صبحے کجا کہ چرخ در و شاہ مہانہ شی
نالید تا بجوصلہ آں نوا طراز
خوں گشت نغمہ وزر دو چشمش فروچکید
سوز فغاں او بہ دل ہدہدے گرفت
بانوک خویش کار زاندام او کشید
گفتش کہ سود خویش زجیب زیاں برآر
گل از شگاف سینہ ز رناب آفرید
درماں زدرد ساز اگر خستہ تن شوی
خوگر بہ خار شوکہ سراپا چمن شوی[۶]

شروع میں میں نیطشے شوپن ہار کا مقلد تھا اور شوپن ہار قنوطیت مطلقہ کا علمبر دار تھا کہ ہر طرف دکھ، مصیبت اور واویلا ورنج کا دور دورہ ہے۔ انسان اس چکر سے نجات حاصل نہیں کرسکتا۔ وقتی طور پر اسے موسیقی یا دیگر فنون لطیفہ کے ذریعے کچھ سکون میسر آسکتا ہے لیکن ان دکھوں سے نجات صرف موت ہے، لیکن نیطشے کے خیال میں زندگی اپنی تمام تر تکالیف کے باوجود اس قابل ہے کہ اس سے پورا پورا استفادہ کیا جائے۔

نظم میں ایک پرندہ درخت سے اڑا تو اسے کانٹا چبھ گیا۔اس پر تو اس نے واویلا کرنا شروع کردیا۔اس کے پاس ہی ہد ہد بیٹھا تھا، اس نے چونچ سے وہ کانٹا نکال دیا اور اس کی تکلیف کی علت دور کردی۔ دنیا میں پرندے کی طرح انسان مختلف دکھوں اور غموں میں ساری زندگی گھرا رہتا ہے مگر جس نے درد بنایا ہے اس نے اس کا درماں بھی پیدا کیا ہے۔اس لیے انسان کو اس دنیا کے چمن میں ''خو بہ خار'' ہونا چاہیے۔

دوسری نظم ''نطشے'' کے نام سے ہے۔

از سستی عناصر انسان دلش تپید
فکر حکیم پیکر محکم تر آفرید
افگند در فرنگ صد آشوب تازۂ
دیوانہ بکار گہ شیشہ گر رسید !۷

تیسری نظم کا نام بھی ''نیٹشا'' ہے، لکھتے ہیں ۔

گر نوا خواہی زپیش اوگریز
درنے کلکش غریو تندراست
نیشتر اندر دل مغرب فشرد
دستش از خون چلیپا احمر است
آنکہ بر طرح بت خانہ ساخت
قلب اومومن دماغش کا فراست
خویش رادر نار آں نمرود سوز
زانکہ بستان خلیلؑ از آز راست۸

اس نظم کے فٹ نوٹ میں درج ہے کہ ''نیطشا'' نے مسیحی فلسفہ اخلاق پر زبردست حملہ کیا ہے ۔ اس کا دماغ اس لیے کافر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے ۔ گوبعض اخلاقی نتائج میں اس کے افکار مذہب اسلام کے بہت قریب ہیں'' قلب او مومن دماغش کافراست'' نبی کریم ﷺ نے اس قسم کا جملہ امیہ ابن الصالت (عرب شاعر) کی نسبت ارشاد کیا تھا ۔(9)

دنیا میں اشیاء کا ادراک کرنے کے دوطریقے ہوتے ہیں ،ایک طریقہ وہ ہے جوحواس خمسہ کے مشاہدے پرمبنی ہوتا ہے ۔ اس طریقے سے کسی شے یا حقیقت کا ادراک حواس خمسہ کے ذریعے ہوتا ہے ۔علم منطق کا طریقہ یہی ہے ۔ عام علوم وفنون اسی طریق کار کو استعمال کرتے ہوئے حاصل کیے جاتے ہیں اس طریقے کو''خبر''،''منطق'' یا ''عقل'' کہتے ہیں ۔

اس کے مقابلے میں حقائق دریافت کرنے کا ایک اور بھی طریقہ ہے ۔ اس میں حواس خمسہ ظاہری سے کام نہیں لیا جاتا بلکہ حواس خمسہ باطنی پر بھروسہ کیا جاتا ہے ۔اس دنیا کے حقائق جاننے کے لیے مشاہدے سے نہیں مکاشفے سے کام لیا جاتا ہے ۔اسے ''القا''، ''کشف''، ''شہود''،''وحی'' اور ''الہام'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اسی کو''طریق نظر''یا ''بصیرت''، بھی کہہ سکتے ہیں ۔

اقبال کے نظریات کی اساس اس کا ''فلسفہ خودی'' ہے اور فلسفہ خودی کا روح رواں تصور فقر ہے ۔ تصور فقر دو

چیزوں سے مرکب ہے ذکر اور فکر۔

ایک کافر میں جب شان فقر پیدا ہوتی ہے تو وہ رہبانیت اختیار کرلیتا ہے۔مسلمان میں یہ شان پیدا ہوتی ہے تو خشکی اور تری یعنی ساری دنیا میں ہنگامہ برپا ہوجاتا ہے۔زندگی کے متعلق کافرانہ نگاہ راہبانہ ہوتی ہے اور مسلمان کا زاویہ نظر مجاہدانہ ہوتا ہے اور وہ شہادت کو زندگی سمجھتا ہے۔صاحب فقر وہ شخص ہے جو توحید کو اپنے اندر جذب کرلے۔جس کی زندگی سے توحید کا رنگ عیاں ہوتا ہے۔جو ہر حال میں توحید کے تقاضوں پر عمل کرتا ہو۔جس نے اپنی روح کو توحید کے معنی سے ہم آہنگ کرلیا ہو۔بقول اقبال ؎

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ

خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

توحید ایک ضرب کاری ہوتی ہے جو انسان کی ''میں'' کو توڑتی ہے۔یہی کافر اور مومن کی خودی میں امتیاز پیدا کرتی ہے۔فقر کافر کچھ اور ہے اور فقر مومن کچھ اور۔اقبال نے کہا ہے۔

فقر قرآن ؟ احتساب ہست وبود

نے رباب ومستی و رقص و سرود

فقر کافر، خلوت دشت ودراست

فقر مومن ، لرزہ بحر و براست

زندگی آں راسکون غار و کوہ

زندگی ایں راز ز مرگ باشکوہ

اقبال کے مرد مومن اور نیطشے کے سپر مین میں یہی واضح فرق ہے۔اقبال کے مرد مومن میں عشق، فقر،ہمت و رواداری،کسب حلال اور تخلیقی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی صلاحیت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔انسانی سیرت کی بالیدگی میں عشق کی بہت اہمیت ہے۔اقبال لکھتے ہیں۔

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ

عشق ہے اصل حیات ،موت ہے اس پر حرام

تیزوسبک سیر ہے گرچہ زمانے کی رو

عشق خود ایک سیل ہے ،سیل کو لیتا ہے تھام

عشق کی تقویم میں عصر رواں کے سوا

اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام !

عشق دم جبرئیل ، عشق دل مصطفیٰ
عشق خدا کا رسول ، عشق خدا کا کلام
عشق کی مستی سے ہے پیکر گل تابناک
عشق ہے صہبائے خام ، عشق ہے کاس الکرم
عشق فقیہ حرام، عشق امیر جنود
عشق ہے ابن السبیل ، اس کے ہزاروں مقام !
عشق کے مضراب سے نغمہ تار حیات
عشق سے نور حیات، عشق سے نارحیات[۱۰]

انسانی عمل کا کوئی دائرہ ہو،ذکر وفکر کا کوئی حلقہ ہو ،عشق ہر جگہ مشعل راہ ہے جو انسان کے قلب کو ذوق عمل اور خلوص عطا کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جو کام کررہا ہے توفیق خداوندی کررہا ہے اور یہی شان فقر ہے ۔جوش عمل اس میں ہمت بھردیتی ہے ۔رواداری اور مستقل مزاجی سے کام کرتے ہوئے اور حلال رزق کے ساتھ یعنی بااخلاق رہ کر وہ معاشرے میں زندگی بسر کرتا ہے تو ایک نیا جہاں تخلیق کرتا ہے ۔

نطشے اپنی عمر کے آخری دور میں دیوانگی میں مبتلا ہوگیا تھا ۔اقبال کا خیال ہے کہ یہ دیوانگی جذب وعشق کی فراوانی کا نتیجہ تھی ۔ وہ اپنے مذہبی تجربات کا درست تجزیہ نہ کرسکا اور بدقسمتی سے اسے کوئی قابل اعتماد اور روحانی رہنما بھی میسر نہ آسکا ۔[۱۱]

اس کا مقصد یہ ہوا کہ انسان کو جذب وعشق کی منازل میں باہوش اور خود کو متوازن رکھنے کے لیے قابل اعتماد روحانی رہنما کی ضرورت ہوتی ہے ،ورنہ انسان کے بہک جانے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے ۔یہی بات اقبال کا ایک مرد کامل کی طرف لے جاتی ہے جس سے وہ عشق کرتا ہے ۔وہ ہیں محمدؐ ۔

تخلیق کائنات کی علت ’’حقیقت محمدیہ‘‘ ہے ۔آپ جملہ افراد انسانی میں اشرف اور اکمل ہیں ۔آپ ہی کے فیض اور برکت سے دوسروں کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ اشرف المخلوقات کہلائے ۔

’’انسان کامل‘‘حضرت محمدﷺ حقیقت کا مظہر ہیں ۔ وہ کائنات کا ایک ایسا خلاصہ ہیں جن کی ذات میں خدا کی صفات کاملہ منعکس ہوتی ہیں ۔حقیقت محمدیہؐ کائنات کی تخلیقی حقیقت ہے ۔بنی نوع انسان جب تک ان سے عشق کرتے رہیں گے انسان کامل (Super man) بننے کی طرف گامزن رہیں گے ۔کیونکہ انسان کامل تخلیق کائنات کی علت ہے ۔

لوح بھی تو قلم بھی تو،تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب

عالم آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تونے طلوع آفتاب
شوکت سنجر وسلیم ، تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید، تیرا جمال بے نقاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل ، غیاب وجستجو! عشق ، حضور واضطراب[۱۲]

اس بحث کا ماحصل یہ ہے کہ اقبال اور نیطشے میں کہیں کہیں فکری مماثلتیں ضرور ہوں گی مگر اقبال کا جہاں اور ہے اور نیطشے کی دنیا اور ۔۔۔۔ اقبال کا مردمومن احکام خداوندی کا تابع فرمان ہے اور اپنے عقب میں رسول ہاشمیؐ کی شخصیت اور تعلیمات کو مضبوط حوالے کے طور پر تسلیم کرتا ہے ۔اس لیے اقبال پر یہ گمان کرنا کہ وہ نیطشے کا مقلد ہے مناسب نہیں ۔ نیطشے تو کہہ دیا کہ نعوذ باللہ خدا مرگیا ہے۔مگر اقبال تو توحید اور خدا کی حاکمیت کو اپنے پورے ایمان کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔[۱۳]

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عبدالواحد، سید، اقبال بحیثیت مفکر ،مشمولہ مضمون ، ماہ نو ، لاہور، اقبال نمبر، 1977ء ،ص282
۲۔ واجد رضوی ، دانائے راز ،مشمولہ مضمون ، ماہ نو، لاہور ، اقبال نمبر 1977ء ص147
۳۔ اقبال ، علامہ محمد، دیباچہ پیام مشرق ،صفحہ 3
۴۔ ایضاً ص 3
۵۔ ایضاً ص ، 92،ص4
۶۔ اقبال ، علامہ محمد ،پیام مشرق ،ص 43
۷۔ ایضاً ص 81
۸۔ ایضاً ص 70
۹۔ اقبال، علامہ محمد، بال جبریل ،ص58
۱۰۔ علامہ اقبال ، نظم مسجد قرطبہ ،بال جبریل
۱۱۔ ڈاکٹر باقر حسین ، ڈاکٹر ، نطشے اور اقبال ،مشمولہ مضمون تجدید نو ، اسلام آباد ، 1991،ص30
۱۲۔ بحوالہ ایضاً ص، 32
۱۳۔ خیال امروہی ، ڈاکٹر، نطشے اور اقبال ،مشمولہ مضمون تجدید نو ، اسلام آباد 1991،ص30